بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

مفتی نظام الدین جو محقق مسائلِ جدیدہ کے لقب سے یاد کئے جاتے ہیں ابھی حال میں ان کی آدھے گھنٹے کی تقریر سننے کا اتفاق ہوا جس میں اُنہوں نے عبید اللہ خان اعظمی جس نے رام کتھا میں شرکت کی اور ایک سابق وزیر اعظم کی فرمائش پر ایک غیر مسلم مراری باپو کے درشن کے لئے گیا اور کفار کے معبودِ باطل رام کی تعریف وتوصیف As a Musalman بیان کی۔ ان کی تقریر پر لب کشائی سے پہلے سب سے پہلا میرا سوال مفتی نظام الدین سے یہ ہے کہ فاضل گرامی جامع معقول ومنقول مفتی اختر حسین صاحب کے سوالات عبید اللہ کی تقریر پر پھر خود مفتی صاحب کے فتوے پر جو انہوں نے عبید اللہ کی حمایت میں جاری کیا سے گریز کر کے اشرفیہ کے طلبہ کو ایک نئی بحث میں کس لئے الجھایا، سوالات انٹرنیٹ پر موجود ہیں، بارہا تقاضے کے باوجود ان کا جواب کیوں نہیں دیا جاتا؟

مفتی صاحب نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کے اسی فتوے کو ابتدائے تقریر میں ذکر کیا ہے جس کے متعلق اپنے سابقہ فتوے میں یہ لکھ چکے تھے کہ انہیں فتاویٰ رضویہ مترجم وغیر مترجم میں نہ ملا، مفتی صاحب بتائیں کہ یہ تجاہلِ عارفانہ ہے اور ضرور ہے تو یہ غلط بیانی ان کے لئے کیسے حلال ٹھہری؟

جب انٹرنیٹ پر عام لوگوں نے وہ صفحہ ڈالا اور تبصرہ کیا کہ فتاویٰ رضویہ میں یہ فتویٰ ہمیں مل گیا انہیں نہ ملا یہ کیسے مفتی ہیں؟ تو اب بات بنانے کی فکر ہوئی، یہاں بھی ان عامیوں کے سوال کے جواب سے اجتناب اور بزورِ زبان خود اعلیٰ حضرت کے فتوے کا تعارض انہیں کے فتوے سے دکھانے کی ناکام کوشش کیوں کی جارہی ہے؟ یہ ضرور فتوے کا فتوے سے تعارض دکھانا ہے اگرچہ زبان پہ دعویٰ تعارض نہ ہو۔

مفتی صاحب بتائیں کہ یہ دونوں فتوے وضاحت بیان اور صراحت میں ایک درجے پر ہیں یا ان دونوں میں تفاوت ہے؟ برتقدیر اول دلیل سے ثابت کریں کہ دونوں ایک درجۂ قوت میں ہیں، پھر دونوں میں وجہ تطبیق کیا ہے؟ کس میں قائل پر حکمِ کفر ہے اور کس میں سکوت ہے؟ یا دونوں میں تکفیر قائل نہیں؟ مجھے امید ہے کہ شقِ اخیر مختار نہ ہوگی ورنہ جلد ششم کے فتوے سے معارضہ چہ معنی دارد؟ اب اگر ایک فتوے میں تکفیر قائل مذکور نہ ہوئی تو یہ فتوی اس صریح فتوے کا معارض کیسے ہوسکتا ہے جس میں غیر مسلموں کے دیوتاؤں پیشواؤں کی تعریف درکنار ان کے کسی فعل کی تحسین پر مطلقاً حکمِ کفر دیا گیا۔ پھر ذرا سوچ کر یہ بھی بتاتے چلیں کہ جلد ششم میں قائل کی تکفیر کس وجہ سے ذکر نہ ہوئی وہ وجہ معلوم ہے تو بیان ہو اور اگر معلوم نہیں تو یہ فتویٰ اس جہت سے محتمل در محتمل ہوا کہ نہیں؟ ضرور ہوا کیا ایسا محتمل صریح کے مقابل قابلِ ذکر ہے؟ مفتی صاحب ذرا اپنا فتویٰ پڑھ کے بتانا جس میں مفتیانِ ذوی الاحترام کو **شبہ فی الکلام، شبہ فی التکلّم، شبہ فی المتکلم** کا لحاظ کرنے کی ہدایت کی ہے، اب ذرا مرزا مظہر جانِ جاناں کے خط پر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کے تیور کیسے ہیں جواب کی ابتدا ان الفاظ سے ہوتی ہے۔

مولوی محمد علی صاحب نہ خیالات سابقہ سے تائب ہوئے نہ اس حکایت کی کچھ اصل جو مولانا فضل الرحمن کی طرف منسوب ہوئی نہ یہ بات جناب مرزا صاحب نے کسی خواب کی تعبیر میں کہی بلکہ کسی خط کے جواب میں ایک مکتوب لکھا ہے اس میں ہندوؤں کے دین کو محض بربنائے ظن وتخمین دین سماوی گمان کرنے کی ضرور کوشش فرمائی ہے بلکہ معارف ومکاشفات وعلومِ عقلی ونقلی میں ان کا یدطولی مانا ہے بلکہ ان کی بت پرستی کو شرک سے منزہ اور صوفیۂ کرام کے تصور برزخ کے مثل مانا ہے اور بحکم "لکل امۃ رسول" ہندوستان میں بھی بعثت انبیاء ہونا اور ان کے بزرگوں کا مرتبۂ کمال وتکمیل رکھنا لکھا ہے مگر رام یا کرشن کا نام نہیں، بایں ہمہ فرمایا ہے "درشانِ آنہا سکوت اولی ست نہ مارا جزم بکفر وہلاک اتباع آنہا لازم ست و نہ یقین بہ نجاتِ آنہا بر ما واجب و مادہ حسن ظن متحقق ست" یہ اس تمام مکتوب کا خلاصہ

ہے ان فقرات کا حال قبل اظہار خود آشکار، اگر یہ مکتوب مرزا صاحب کا ہے الخ ۔(۱۴/ ۶۵۷)

میرا سوال محقق مسائل جدیدہ کہلانے والے مفتی صاحب سے یہ ہے کہ طلبہ کو فتاویٰ رضویہ کے اس فتوے کے بالائی کلمات جب سنائے اسی کے متصل یہ جملہ کہ ''اگر یہ مکتوب مرزا صاحب کا ہے'' کیوں دبا گئے، کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے۔

کیا اعلیٰ حضرت کے ان کلمات کا تیور یہ نہیں بتا رہا ہے کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ ان کلمات کی نسبت مرزا صاحب کی طرف تحقیقاً نہیں جانتے بلکہ ان کو اس سے مبرا مانتے ہیں جبھی تو فرمارہے ہیں کہ اگر........ جو مفید شک ہے۔ مفتی صاحب اتنا تو آپ ضرور جانتے ہیں کہ ''الیقین لایزول بالشک''اور یہ کہ کسی مسلم کی طرف صریح کفر درکنار کسی گناہ کی نسبت بے تحقیق جائز نہیں پھر آپ کو کیسے روا ہوا کہ طرزِ اعلیٰ حضرت سے جدا مرزا مظہر جانِ جاناں کی طرف ان باتوں کی نسبت کریں۔ اب انہی کلمات سے اپنے اس دعوے کا حال دیکھئے کہ اعلیٰ حضرت نے مرزا مظہر جانِ جاناں پر حکمِ کفر نہ لگایا اور وہ ہدایت جو مفتیانِ عظام کو دی یہاں کیوں بھول گئے جبکہ اعلیٰ حضرت کے تیور صاحب بتا رہے ہیں کہ یہاں شبہ فی التکلم ہے کیا ایسا ہی شبہ عبید اللہ کے متعلق ہے حالانکہ وہ خود اقرار کر رہا ہے کہ رام کو میں ''As a Musalman'' الخ۔ کیا یہی حقِ تحقیق ہے کہ عبارت سے استناد تو کیا جائے مگر عبارت کو حادثۃ الفتویٰ پر منطبق نہ کیا جائے۔

مفتی صاحب! آپ نے بطورِ جزم ان ہولناک کلمات کی نسبت مرزا مظہر جانِ جاناں کی طرف نہ صرف از خود کی بلکہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے یہ نقل کیا کہ اعلیٰ حضرت نے مرزا مظہر جانِ جاناں کے خط سے یہ باتیں نقل کیں پھر بھی ان پر حکمِ کفر نہ لگایا، اس جگہ دانستہ بعد کی عبارت جو مفید شک تھی دبا گئے اور اس طرح طلبہ کو باور کرایا گویا اعلیٰ حضرت کو خواہی نہ خواہی محض بلا ثبوت جزم ہے کہ یہ باتیں مرزا مظہر جانِ جاناں نے کہیں، کیا یہ مغالطہ آپ جیسے محقق کہلانے والے کو زیب دیتا ہے؟

مفتی صاحب کیا محض آپ کا یہ دعویٰ کہ اعلیٰ حضرت نے کفر کا حکم نہ لگایا قابلِ قبول ہے؟ ہرگز نہیں، یہ کیوں نہیں بتاتے کہ اعلیٰ حضرت نے اس جگہ حکمِ کفر اس وجہ سے نہ دیا وہ وجہ بتائیے اور خود اعلیٰ حضرت کے کلام میں اس وجہ کا پتہ دیجئے ورنہ کیا آپ اپنے طرز سے یہ نہیں سمجھا رہے ہیں کہ اعلیٰ حضرت کہیں تو قائل پر حکمِ کفر لگاتے ہیں اور کہیں محض بلا دلیل نہیں لگاتے، اپنی طرح اس دعویٰ بلا دلیل کی نسبت کا ایہام اعلیٰ حضرت کی طرف کیسی جرأت ہے؟

مفتی صاحب ذرا یہ بتانا عبید اللہ کی حمایت کے جوش میں اپنے فتوے میں حکمِ کفر مفتیانِ ذوی الاحترام پر پلٹا گئے اور خود جناب نے یہاں کیا کارنامہ انجام دیا ہے یہی نا کہ طلبہ کو سمجھایا کہ اعلیٰ حضرت نے اس جگہ حکمِ کفر نہ دیا حالانکہ ان کلمات میں جو مرزا مظہر جانِ جاناں کی طرف منسوب ہوئے بعض بعینہٖ کفر ہیں جیسے مشرکوں کے دین کو دینِ سماوی بتانا اور ان کی بت پرستی کو شرک سے منزہ بتانا ہے اسی لئے تو اعلیٰ حضرت نے اختتامِ فتویٰ پر ''معاذ اللہ'' فرمایا۔

اب یہاں شبہہ فی التکلم اس صاف اڑا جانے کا مفاد کیا یہ نہیں کہ قائل پر حکمِ کفر نہیں اگرچہ اس کے کلمات بعینہٖ کفر ہوں

رکھیو غالب مجھے اس تلخ نوائی پہ معاف

اس مفاد کا کیا اثر جناب پر پڑا اور اس طرح طلبہ کو نہ صرف مغالطہ بلکہ بدعقیدگی کے ورطہ میں جھونکنے کا کون ذمہ دار ہے؟ بے اظہارِ دلیل یہ دعویٰ کہ یہاں حکمِ کفر نہ لگایا کیا سادہ لوح طلبہ کو یہ نہ سمجھائے گا کہ یا تو یہ کلمات کفر ہی نہیں یا کفر تو ہیں مگر قائل پر حکمِ کفر نہیں۔ دلیل کیا ہے؟ اس کی فکر کون کرے؟

☆''الٰہنا محمد'' سے تقابل بھی خوب رہا۔ مفتی صاحب نے یہ کیوں نہیں بتایا کہ اس جملے پر اعلیٰ حضرت نے قائل پر حکمِ کفر

کیوں نہ دیا اس کو بھی لباس الباس میں چھپا گئے۔ مفتی صاحب ذرا بتائیں کہ ''آلھنا محمد'' معنیٔ کفری میں متعین ہے یا متبین یا نہ یہ نہ وہ؟ بلکہ محض معنیٔ فاسد کا ایہام ہے۔ مجھے امید نہیں کہ پہلی دو شقیں مختار ہوں گی ورنہ بتانا پڑے گا کہ اعلیٰ حضرت نے محض حکمِ توبہ پر اکتفا کیوں فرمایا، لامحالہ تیسری شق مختار ہے تو اس جملے کا کفر ہونا نہ متعین نہ متبین بلکہ محض محتمل ہے اور کفریہ نہ ہونا خود مصنفِ کتاب کے جملۂ ما بعد سے ظاہر ہے اس نے متصلاً کہا ''ورسولنا محمد'' یہ خود قرینہ ہے کہ ''آلھنا محمد'' میں محمد سے معنیٔ لغوی مراد ہے نہ کہ عَلَم، پھر بھی بلحاظِ ایہام اعلیٰ حضرت نے توبہ کا حکم دیا اور فرمایا کہ اس سے زیادہ کی ضرورت نہیں۔

مفتی صاحب کی ذمہ داری تھی کہ جب اُنہوں نے اس فتوے سے استناد کیا تو اس کو عبید اللہ خاں اعظمی کے کلمات پر چسپاں کرتے اور وجہ مطابقت بتاتے، محض واقعہ سے بیگانہ عبارتیں معرضِ استدلال میں لانا جو ہرگز واقعۃ الفتویٰ پر منطبق نہیں، کیا یہی حقِ تحقیق ہے؟ کیا عبید اللہ اعظمی کے کلام میں محض ہلکا سا ایہام ہے، کیا کوئی قرینہ مقالیہ اس کی مراد میں صحیح و مقبول عند الشرع پر قائم ہے؟ ہرگز نہیں، اس کا کلام معنیٔ کفری میں بالفرض اگر متعین نہیں تو متبیّن ضرور ہے پھر کیا وجہ ہے کہ فقہاء و متکلمین سب کے طرز سے الگ اس پر حکمِ کفر نہ دیا جائے، اس پر مستزاد رام کتھا میں جانا اور نام نہاد مراری باپو کی صراحۃً و دلالۃً تعظیم و تکریم اس کے مذہبی پیشوا ہونے کی حیثیت سے، کیا یہ کفر در کفر نہیں ہے؟ ہے اور ضرور ہے پھر اس کو کیوں اڑا گئے؟

مفتی صاحب کو زعم ہے کہ ان کی تحریروں میں فتاویٰ رضویہ سے انحراف نہیں جیسا کہ چلتی ٹرین پر ادائیگی فرض کے متعلق فیصلے میں اُنہوں نے دعویٰ کیا ہے، اسی فتوے میں جس کو مفتی صاحب نے ذکر کیا اعلیٰ حضرت نے توبہ کا حکم دیا، مزید کہا ''اُس سے زیادہ کی ضرورت نہیں مگر یہ کہ ضرورت خاصہ داعی ہو''۔ کیوں مفتی صاحب! ادھر تو فتاویٰ رضویہ سے استناد اور ادھر فتوے میں عبید اللہ پر توبہ کا حکم بھی نہیں، اس پر زعم ہے کہ فتاویٰ رضویہ سے انحراف نہیں۔ اب ذرا فتاویٰ رضویہ کے اس فتوے سے استناد کی خبر لوں جس فتوے سے عبید اللہ کی حمایت میں اپنے فتوے میں لاعلم بنے اور صاف لکھ دیئے کہ ''میں نے فتاویٰ رضویہ مترجم و غیر مترجم دونوں میں اس مقام پر وہ عبارت تلاش کرنے کی کوشش کی مگر نہ ملی''، پہلے تو یہی پوچھوں کہ اگر یہ سچ ہے کہ جناب کو یہ عبارت نہ ملی تو کچھ لکھنے سے پہلے دوسروں سے دریافت کیوں نہ کیا۔ اگر محدثِ کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب جو آپ کے استادِ گرامی بھی ہیں سے مراجعت کی زحمت گوارا نہ تھی تو انہی لوگوں سے دریافت کر لیتے جنہوں نے عبید اللہ کے خلاف فتوے پر دستخط کئے تھے ان سے دریافت کیوں نہ کیا حالانکہ ان سے ملاقات اور گفتگو ہمہ وقت میسر تھی مگر یہ کہیے کہ آپ کی محققانہ شان نے یہ گوارا نہ کیا اور اپنی تلاش ہی پر اعتماد کیا اور شاید سمجھ لیا کہ مجھے نہیں ملی تو وہ عبارت ہے ہی نہیں اس پر آپ دوسروں کو الزام دیتے ہیں کہ وہ خود آپ کے لفظوں میں

''جو لوگ سوال کو غور سے نہیں پڑھتے عموماً ان کے جوابات غلط ہوا کرتے ہیں، اور جو لوگ سوال کو سمجھ لیتے ہیں اور اس باب کے مطالعہ کے دوران کوئی جزئیہ مل گیا، کوئی مسئلہ مل گیا اور سمجھتے ہیں کہ یہی میرے مسئلے کا جواب ہے اور وہیں یہ اپنے مطالعہ کو موقوف کر دیتے ہیں آگے نہیں بڑھتے تو عام طور پر زیادہ تر ان کے جوابات بھی غلط ہوتے ہیں، اس لئے یہ ہدایت کی جاتی ہے کہ سوال کو بار بار پڑھو الخ''

یہ سب کچھ عبید اللہ خاں اعظمی پر بکثرت علمائے کرام نے یہ جو حکم کفر لگایا جن میں آپ کے استادِ گرامی محدثِ کبیر، ممتاز الفقہا علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری رضوی امجدی بھی ہیں، کے متعلق اور اس کے معرضِ رد میں فرمایا ہے۔ علمائے کرام کی کثیر تعداد کو اگر لائقِ اعتنا نہ سمجھا تھا تو کم سے کم استادِ گرامی کا تو لحاظ کرتے اور کچھ شرماتے، خیر آپ جیسے محقق سے اس کی کیا شکایت؟ اب ذرا ان کلمات میں جو تعلیاں مضمر ہیں انہیں دیکھئے اور آپ جس عبارت سے بے خبر تھے پھر اچانک خبردار ہوئے اس پر جو کچھ آپ

نے فرمایا ہے اس کی خبر لیجئے۔

مفتی صاحب! یہاں بھی اپنا مخصوص رنگ دکھا گئے۔ عبارت کے ایک حصے پر کلام اور دوسرے حصے سے چشم پوشی اعلیٰ حضرت کا فتویٰ جو خود آپ نے نقل کیا ہے وہ یوں ہے:

الجواب: ایسے اقوال کے قائل ہادی نہیں ہو سکتے بلکہ مضل ہیں یعنی گمراہ کرنے والے اور گمراہی پھیلانے والے اور مسلمانوں کو گمراہی کی طرف بلانے والے اور جو ایسے اقوال کو شائع کرتے ہیں وہ مسلمانوں میں اشاعت فاحشہ کے محب اور ان قائلوں کی طرح غضب جبار و عذاب قہار کے مستوجب ہیں، بزرگان، اسلام کے مناقب کو دنت کتھا یعنی بے اصل افسانہ کہنا ہی گمراہی کے لئے کافی تھا مگر کفار کے مذہبی جذبات اور ان کے دیوتاؤں اور پیشواؤں کو عزت دینا صریح کلمۂ کفر ہے، قال اللہ تعالیٰ وللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین ولٰکن المنافقین لا یعلمون۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا عزت تو خاص اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کے لئے ہے مگر منافقوں کو خبر نہیں۔

ان کے دیوتاؤں اور پیشواؤں اور مذہبی جذبات کا اعزاز در کنار جو ان کے کسی فعل کی تحسین ہی کرے باتفاق ائمہ کافر ہے، غمز العیون والبصائر میں ہے: اتفق مشائخنا ان من رأی امر الکفار حسناً فقد کفر۔ ان لوگوں پر فرض ہے کہ ایسی باتوں سے توبہ کریں تجدید اسلام کریں تجدید نکاح کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم (۱۴/ ۶۲۵/ ۶۲۴)

کیوں جناب مفتی صاحب! ''ان کے فعل'' کی تشریح میں خوب تفصیل کی جیسے مفتیانِ ذوی الاحترام کو ان کے فعل کا معنی معلوم نہیں، آپ نے بتا دیا کہ ان کے فعل سے مراد ان کا شعار ہے یہ تو بجا ہے مگر یہ کیوں نہیں بتاتے کہ اس فتوے میں دو باتیں ہیں پہلی بات ''ان کے دیوتاؤں اور پیشواؤں اور مذہبی جذبات کا اعزاز'' دوسری بات ''ان کے کسی فعل کی تحسین''۔ (۱۴/ ۶۲۵)

یہ پہلی بات کیوں نظر انداز کر گئے؟ اب بتائیے کہ رام معبودِ باطل کے لئے متعین ہے یا نہیں؟ نہیں تو کیسے نہیں؟ اور ہے تو ضرور یہ تعریف و توصیف ان کے معبودِ باطل کی ہوئی اور تعظیم و تکریم اور تعریف ضرور متلازم ہیں تو معبودِ باطل کی تعریف بھی ہوئی اور بداہۃً اس کا اعزاز بھی ہوا، ایک اس پر قرینۂ حالیہ عبید اللہ خاں کی رام کتھا میں شرکت، دوسرا قرینہ مقالیہ نام نہاد مراری باپو کے درشن کے لئے آنے کا اظہار اور ختم تقریر میں اس کی بے ادبی سے اجتناب کا اظہار۔

کیا اتنی باتیں آپ جیسا محقق نہیں سمجھتا، بالفرض اگر نہیں سمجھتے تو اسی پر مفتیانِ عظام کو اپنے استاد کو وہ سب کچھ سنایا جو اوپر ذکر ہوا اور اگر سمجھتے ہیں تو اس کو کیوں اڑا گئے۔

مفتی صاحب! چلتے چلتے ذرا یہ اور بتا دینا کہ کفار کے فعل کی تحسین محض قول میں ہی منحصر ہے یا عملی طور پر بھی ہوتی ہے؟ بر تقدیر دوم عبید اللہ خاں کی رام کتھا میں شرکت فعل ہنود کی تحسین ہے یا نہیں؟ ہے اور ضرور ہے پھر بھی اس پر تجدید ایمان و تجدید نکاح در کنار، توبہ کا بھی حکم نہیں۔ کیا جناب کے نزدیک اس کا قول و فعل محتمل کفر بھی نہیں؟ آخری بات ذرا یہ اور بتا دیں کہ اتفاقیہ طور پر کسی کافر کے فعل مشترک کی مجرد تعریف جو نہ دوستی پر محمول ہو نہ کافر کی تعریف و تکریم پر اصلاً دلالت کرے، اور وہ تعریف جو بر بنائے دوستی ہو اور تعریف و تکریم پر دلالتِ ظاہرہ رکھتی ہو، کیا دونوں کا حکم ایک ہے؟ یہ ہے آپ کی مزعوم تقریر پر تنویر کا حال جو حقیقتاً تقریر پر تزویر ہے۔

☆ مفتی صاحب چار و ناچار فتاویٰ رضویہ کے اس مفصل فتوے کو اپنے کلام کی بنیاد بنا بیٹھے جس سے پہلے بے خبر بنے تھے، جس فتوے میں مشرکین کے دینی پیشواؤں کی تعریف ان کے مذہبی جذبات کا اعزاز بلکہ ان کے کسی فعل کی تحسین کو مطلقاً کفر فرمایا اور قائل پر حکمِ کفر دیا اور اس پر تجدید ایمان و تجدید نکاح کا حکم لگایا۔ جب یہ دیکھا کہ یہ تو عبید اللہ پر چسپاں ہے تو اس کے بالمقابل فتاویٰ رضویہ سے

کچھ فتوے ذکر کئے جن کا حال مفتی صاحب پر سوالات کے ضمن میں روشن ہوا، نیز ہمارے سوالات سے سامعین پر خوب روشن ہوا ہوگا کہ اسی فتوے میں جس کو مفتی صاحب نے بنیاد بنایا، اس کے پہلے جز یعنی مشرکین کے دیوتاؤں اور مذہبی پیشواؤں کی تعریف اور ان کے مذہبی جذبات کا اعزاز جو عبیداللہ کی تقریر سے خوب آشکار ہے اس سے کیسا صرفِ نظر فرمایا، اور دوسرے حصے پر محض بیگانہ تفصیل فرمائی اور اس میں بھی تلبیس کا رنگ دکھا گئے ورنہ یہ کیوں نہیں بتایا کہ جو تعریف مجرّد فعل مشترک کی ہو اس کا حکم اس تعریف سے جداگانہ ہے جو دوستی سے ناشی ہو اور مشرک کی ناروا تعظیم خصوصاً مذہبی پیشوا کی تعظیم پر دلالت کرے جداگانہ ہے، پھر یہ بھی بتانا ضرور تھا کہ عبیداللہ اس ناروا دوستی سے اور مذہبی پیشوا کی تعظیم وتکریم سے مبرّا ہے اور وجہِ برأت اس کے کلام میں فلاں قرینۂ معینہ ہے۔

آگے مفتی صاحب نے دو فتوے ذکر کئے، پہلے فتوے میں واعظ نے یہ کہا کہ ''بعد خدا کے درجہ عالم کا ہے فقط'' جس پر اعلیٰ حضرت سے سوال ہوا اور اعلیٰ حضرت نے یہ جواب دیا جو درج ذیل ہے:

سوال: اگر وعظ میں کوئی کہے کہ ''بعد خدا کے درجہ عالم کا ہے فقط'' تو اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب: اگر اس نے عالم سے مراد یہی عرفی علما لئے جنہیں مولوی کہتے ہیں تو یہ کلمۂ کفر ہوگا کہ اس میں انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام پر علماء کی تفضیل لازم آتی ہے اور اگر مطلق عالم مراد لیا کہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کو بھی شامل ہے تمام عالم سے اعلیٰ واعلم تو وہی ہیں، تو ضرور حق ہے اور جب بات محتمل ہے تو قائل پر کوئی حکم نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کے قرائن کلام سے متعین نہ ہوتا ہو۔ (۱۴/۵۶۴)

اس پر مفتی صاحب سے پہلا سوال تو وہی ہے جو مرزا مظہر جانِ جاناں کے بابت فتوے پر ان سے کیا گیا پہلے وہ اس کے جواب سے عہدہ برآ ہولیں کہ آیا وہ فتویٰ جس کو بنیادی کلام بنایا اور اس کے مقابل دوسرا فتوی ایک جیسے ہیں یا دونوں میں کچھ فرق ہے؟ کون سا فتویٰ مجمل ہے کون سا مفصل؟ اور مفصل کے مقابل کیا مجمل قابلِ ذکر ہے یا مجمل اس وقت تک موقوف ہے جب تک اس کا واضح بیان کسی اور وجہ سے نہ ہولے؟ یہاں مفتی صاحب کو تسلیم ہے کہ یہ جملہ بظاہر کلمۂ کفر ہے، آگے چل کر مفتی صاحب یہ کہتے ہیں کہ جب یہ کلمہ دونوں کا محتمل ہے اور معنی مراد معلوم نہیں الخ۔

مفتی صاحب فتاویٰ رضویہ تو بعد میں سمجھانا پہلے ذرا یہ اپنا دعویٰ سمجھا دینا، اس پر میرا سوال یہ ہے کہ پہلے تو آنجناب نے یہ فرمایا کہ یہ بظاہر کلمۂ کفر ہے اس کا مطلب یہی ہوا یا کچھ اور کہ یہ کلمہ اپنے ظاہر کے اعتبار سے کلمۂ کفر ہے اس کو یوں بھی ادا کر سکتے ہیں کہ یہ معنیٰ کفر میں ظاہر ہے یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ یہ معنیٔ کفر میں صریح ہے اور جب اس کا مفاد یہی ہے کہ یہ لفظ معنیٔ کفر میں صریح ہے اور ظاہر وصریح وہی ہے جو لفظ کا معنی متبادر ہو۔ جب لفظ بولا جائے تو ذہن اس کی طرف سبقت کرے بالفاظ دیگر یہ لفظ کا عرفاً یا لغۃً معنی متعین ہے جو عندالاطلاق بوجہ غلبۂ استعمال لفظ سے بالتبادر مفہوم ہوتا ہے تو آپ ہی کے اقرار سے کیا یہ ثابت نہ ہوگیا کہ یہ لفظ معنیٔ کفری میں صریح وظاہر ہے تو دونوں کو محتمل بتانا کیا صریح تناقض نہیں؟ کیا صریح ومحتمل یکساں ہیں؟

اب ذرا فتاویٰ رضویہ کا یہ جملہ کہ ''جب بات محتمل ہے تو قائل پر کوئی حکم نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کے قرائن کلام سے متعین نہ ہوتا ہو''، سمجھا دیجئے کہ ''کوئی حکم نہیں ہوسکتا'' سے کیا مراد ہے؟ جملہ تو حکمِ توبہ کو بھی عام ہے اور اس کی بھی نفی کر رہا ہے پھر ''الھنا محمد'' کے قائل پر سابقہ فتوے میں توبہ کا حکم کیوں فرمایا اور یہاں فرمایا کہ قائل پر کوئی حکم نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کے قرائنِ کلام سے متعین نہ ہوتا ہو''، یعنی تعین کو بظاہر قرائنِ کلام میں منحصر فرمایا اور پہلے فتوے میں یہ فرمایا کہ مگر کوئی حالت خاصہ داعی ہو یعنی حالتِ خاصہ حکمِ تکفیر کی داعی ہو عام ازیں کہ وہ قرائنِ مقال کے قبیل سے ہو یا قرائنِ حال کے قبیل سے ہو، پھر مابعد کے فتوے میں باوجود احتمال توبہ کا حکم فرمایا، اس فتوے سے استناد بعد میں کیجئے گا پہلے ان سوالات سے عہدہ برآ ہولیجئے اور مختلف فتوے سمجھا دیجئے، اور یہ بتا دیجئے کہ کسی

فتوے میں حکمِ کفر اور کسی میں محض توبہ پر اقتصار اور کسی میں یہ کہ کوئی حکم نہیں ہوسکتا ان مختلف فتوؤں کے محامل کیا ہیں؟ اور مختلف احکام کی کیا وجہ ہے، وجہ بھی اپنی طبع زاد نہیں بلکہ فتاویٰ رضویہ سے بتانا پڑے گی بتائیے، اور اگر نہیں بتاسکتے یہ پہلی منزل تو یہی ہے کہ جناب یہ طے کریں کہ کون سا فتویٰ واضح و مفصل ہے اور کون سا فتویٰ مجمل ہے اور قابلِ استناد مفصل ہے یا مجمل؟''

مفتی صاحب! یہ واضح رہے کہ میں فتاویٰ رضویہ میں مدعی تعارض نہیں بلکہ میں یہ کہتا ہوں کہ ماوشما اپنی فہم ناقص سے جہاں تعارض سمجھیں واقعۃً وہاں تعارض ہونا ضروری نہیں اپنی فہم کا قصور ہے البتہ مختلف فتاویٰ میں جو واضح و مفصل ہو عمل اسی پر لازم ہے اس کے برخلاف وہ قابلِ ذکر نہیں جس کو ماوشما کماحقہ سمجھنے سے قاصر ہیں۔ انہی مختلف فتوؤں کو لیجئے جن میں ایک یہ ہے جس میں واعظ پر کوئی حکم نہیں اور ایک پہلا اور دوسرا پچھلا وہ ہے جس میں مصنفِ کتاب پر اور ہندی زبان کے شاعر پر توبہ کا حکم ہے۔ ان دونوں کو اس سے ملا کر دیکھئے کیا اس سے یہ گمان نہیں ہوسکتا کہ واعظ سے حکمِ کفر کی نفی کی گئی ہے یہ نہیں کہ اس پر کوئی حکم نہیں ہوسکتا جس کا مفاد یہ ٹھہرے کہ اس پر توبہ بھی نہیں ان دونوں فتوؤں کو مدنظر رکھ کے بتانا کہ کیوں نہ مانا جائے کہ واعظ کے متعلق فتوے میں کاتب یا ناقل کے قلم سے یہ جملہ تحریر ہوگیا کہ کوئی حکم نہیں ہوسکتا ہاں حق عبارت دفعِ تعارض کے لئے یہ ہے کہ کہا جائے کہ جب بات محتمل ہے تو قائل پر قطعی حکمِ کفر نہیں ہوسکتا اور نہ تعارض کیسے دفع ہوگا اور جب تعارض دفع کرنے کی فکر نہیں تو متعارضات کو ذکر کرنا چہ معنی دارد؟

پھر اس فتوے میں یہ بات بیان نہ ہوئی کہ قائل پر حکمِ کفر مطلقاً متکلمین کے نزدیک نہیں فقہاء کے نزدیک ضرور ہے تو اس لحاظ سے بھی یہ فتویٰ مجمل ہوا، کیا اسی طرح وہ فتویٰ بھی جو ابتدائے کلام میں ذکر کیا مجمل و غیر مفصل ہے؟ نہیں ہرگز نہیں تو اس کو جو مجمل ہے مفصل کے مقابل لانے کا سوائے تلبیس کے کیا حاصل! ہندی زبان کے شاعر کے متعلق فتوے میں یہ فرمایا ہر زبان ہندی میں معبودِ برحق کے اسماء سے ہے جیسے ایشور اور بظاہر اس میں کوئی معنی محال نہیں۔ الخ

معرضِ بحث سے بیگانہ یہ فتویٰ کیا سمجھ کے نقل کرلائے کیا ھر کی طرح رام بھی معبودِ برحق کا نام ہے یا رام معبودِ باطل کے لئے متعین ہے؟ اور جب رام معبودِ برحق کا نام نہیں تو عبیداللہ کی حمایت میں اس فتوے کا ذکر خلط مبحث اور کھلی تلبیس اور مغالطہ نہیں ہے تو اور کیا ہے؟ یہ کیوں نہیں بتاتے کہ رام رام کی رٹ لگانا، اس کی تعریف کرنا، مشرکین کے مذہبی رسم میں عملاً شرکت اور مشرکین کے مذہبی رہنما کو قولاً وفعلاً عزت دینا، اس کے درشن کو جانا اور یہ کہنا کہ ''اس سے زیادہ کہنا بے ادبی سمجھتا ہوں'' اعلیٰ حضرت کے اس فتوے کی روشنی میں جسے ابتداً ذکر کیا ان تمام باتوں کا کیا حکم ہے؟ یہ تمام باتیں عبیداللہ کے کفر کے شواہد ہیں۔ آپ بزورِ زبان ان باتوں سے آنکھیں میچ کر یہ کہہ رہے ہیں کہ ''یہاں قرائن بھی یہی شہادت دے رہے ہیں قائل کا اظہار بھی یہی بتارہا ہے یہاں حکم کفر کا کیا محل'' وہ کون سے قرائن ہیں جو بقولِ جناب یہی شہادت دے رہے ہیں، ان کی تفصیل کیوں نہیں کرتے، قائل کا اظہار بھی یہی بتارہا ہے کہ وہ رام کتھا کی شرکت کے لئے گیا ہے، اس میں شرکت کی، نام نہاد مراری باپو کے درشن کئے اور سابق وزیراعظم کی فرمائش پوری کی، پھر رام کی As a Musalman مدح سرائی میں مشغول ہوا اور جناب نے ان سب باتوں سے صاف نظریں پھیر کر یہ جڑ دی کہ ''قائل کا اظہار بھی یہی بتارہا ہے یہاں حکمِ کفر کا کیا محل''۔

مفتی صاحب عبیداللہ کی حمایت کے جوش میں یہ تو ایک ہی رہی کہ مسلمان جو کچھ کہے گا As a Musalman ہی کہے گا اس کا صاف مفاد یہ نہیں کہ عبیداللہ جو کچھ کہہ رہا ہے وہ ہندوؤں سے حکایت کے طور پر ان پر حجت قائم کرنے کے لئے نہیں کہہ رہا ہے بلکہ As a Musalman رام کو کیسا جانا یہ بتارہا ہے، مفتی صاحب آپ کا حافظہ تیز ہے جب یہی بات تھی تو پہلے کیوں بات بنائی کہ عبیداللہ نے جو کچھ کہا وہ ہندوؤں پر حجت قائم کرنے کے لئے کہا، کیوں جناب اب یہ صادق آیا کہ نہیں کہ ''حافظہ نباشد''، کیا مشرکین پر

حجت ایسے ہی قائم کی جاتی ہے کہ ان کی باتیں As a Musalman کہی جائیں ہر گز نہیں، As a Musalman کہنے کا حق تو یہ تھا جب وہ رام کتھا میں گیا تھا تو برملا کہتا کہ میں اس رام کتھا میں محض شرکت کے لئے نہیں آیا بلکہ میرا مقصود تمہارے مذہبِ باطل کا رد ہے اور تم پر حجت قائم کرنا ہے، میں کسی مراری باپو کے درشن یا اس کی تعظیم کے لئے نہیں آیا، کیا اس نے یہی اظہار کیا ہے یا اس کا اظہار ہندوؤں کے دیوتاؤں و دینی پیشواؤں اور ان کے مذہبی جذبات کے اعزاز کا کھلا اقرار ہے، مفتی صاحب تو نہ بتائیں گے ہر غیرت مند سنی صحیح العقیدہ سے سوال ہے کیا کوئی صاحب ایمان As a Musalman ان باتوں کو گوارا کرسکتا ہے۔

☆مفتی صاحب سے کچھ سوالات اور کرنا مناسب ہے تاکہ مندرجہ بالا باتوں کی جو ضمن سوالات میں گزریں مزید وضاحت ہوجائے اور ان فتوؤں سے استناد کی قلعی بھی کھل جائے، پہلا فتویٰ جو واعظ کے متعلق ہے اس پر میرا سوال مفتی صاحب سے یہ ہے کہ خود جناب کو اقرار ہے کہ واعظ نے جو کہا کہ ''بعد خدا کے عالم ہی کا مرتبہ ہے فقط'' یہ بظاہر کلمۂ کفر ہے، اس پر مفتی صاحب سے سوال ہے کیوں جناب! یہ ''بظاہر کلمۂ کفر ہے'' کہنے کا مفاد صاف یہی تو ہے کہ یہ جملہ معنیٔ کفری میں متبین ہے اور فقہاء متبین پر قائل کی تکفیر کرتے ہیں اور اس سے انہیں سروکار نہیں کہ قائل نے کیا مراد لیا، کیا نہیں، اس پر ابن حجر مکی کا جزئیہ جناب کے پیشِ نظر ہوگا، اب آپ نے واعظ کے متعلق جو فتویٰ اس واضح فتوے کے مقابل ذکر کیا جس کو ابتدائے کلام میں ذکر کرچکے تھے، اس میں اس بحث سے اصلاً تعرض نہیں حالانکہ خود اعلیٰ حضرت نے سبحان السبوح، الکوکبۃ الشہابیۃ، سل السیوف الھندیۃ جیسے مستقل رسالوں میں اور فتاویٰ رضویہ میں متعدد مقامات پر بطورِ فقہاء متبین پر قائل کی تکفیر ذکر فرمائی ہے۔ اب بتانا کہ یہ فتویٰ جس میں یہ تفصیل نہیں ان مفصل فتوؤں کے مقابل لیا جائے گا اور ان مفصل فتوؤں کو اور خود اس فتوے کو جو ابتدائے کلام میں جناب نے ذکر کیا، رد کیا جائے گا یا غیر مفصل کو مفصل کی طرف پھیرا جائے گا؟

مفتی صاحب! ذرا اپنے بولوں پر غور کرنا اور فتوے میں جو فرمایا جب بات محتمل ہے پر دھیان دینا، آپ ہی کے اقرار سے یہاں دونوں احتمال ہیں اور وہ فتویٰ جو ابتدائے کلام میں ذکر کیا اس میں احتمال کی بات ہی نہیں، کیا یہی حقِ تحقیق ہے کہ محتمل کو غیر محتمل کے مقابل لایا جائے؟ یہیں سے ہندی زبان کے شاعر کے متعلق جس فتوے کو آپ نے ذکر کیا ہے اس سے استناد کی قلعی کھل گئی کیا یہاں بھی جناب نے محتمل کو غیر محتمل کے مقابل لانے کی ناروا جرأت نہ کی؟ کی اور ضرور کی۔

ہندی زبان کے شاعر کے متعلق دوسرا فتویٰ کیا سوچ کر نقل کرلائے؟ اس سے آپ کیا بتانا چاہتے ہیں؟ آیا یہ اس فتوے کے مقابل و معارض ہے جو ابتدائے کلام میں آپ نے ذکر کیا؟ وجہ تقابل و تعارض کیا ہے؟ اور جب یہ اس کے معارض نہیں تو اسے اس کے مقابل ذکر کرنا چہ معنی دارد؟ پھر اس فتوے میں یہ بیان نہ ہوا کہ شاعر پر توبہ کس وجہ سے ہے؟ اگر اس کا قول کفر نہیں جیسا کہ فتوے کے انداز سے گمان ہوتا ہے تو حکمِ توبہ کس لئے؟ فتاویٰ رضویہ کا یہ فتویٰ ہمیں تسلیم ہے، [1] لیکن مقامِ استدلال میں کیا مفتی نظام الدین کی یہ ذمہ

---

[1] ہم دوبارہ کہتے ہیں کہ فتاویٰ رضویہ کا یہ فتویٰ اور ہر فتویٰ ہمارے لئے قابلِ تسلیم ہے مگر فرق مراتب ضرور ہے واضح و مفصل اور مشکل و مجمل سب ایک درجے کے نہیں بلکہ مجمل و مشکل کو مبین و مفصل کی طرف پھیرا جائے گا۔ اب ہم پوچھتے ہیں کہ یہ اس فتوے میں شاعر پر حکم توبہ کی وجہ مذکور نہ ہوئی اسی طرح فتوے کے آخر میں یہ جو فرمایا ''مگر حکمِ کفر غلو وغلط ہے'' یہاں بھی وجہ بیان نہ ہوئی، اب وہی سوال عود کرتا ہے کہ شاعر پر حکمِ توبہ کی وجہ کیا ہے؟ اور اس تغلیط کی وجہ کیا ہے؟ معلوم ہے تو بتائیے اور فتاویٰ رضویہ سے اس کا پتہ دیجئے نہیں معلوم ہے تو کیا یہ مشکل یا کم از کم مجمل ہوا یا نہیں؟ واضحات کو چھوڑ کر ایسے مجمل و مشکل پر گرنا یہ انحراف والوں ہی کا کام ہے۔

اب اس فتوے کے متعلق مفتی صاحب سے یہ اور پوچھ لوں تاکہ مجمل و مفصل کا فرق ظاہر ہو اور مفتی صاحب کے استناد کی قلعی کھلے اب مفتی صاحب بتائیں کہ

داری نہیں کہ جب وہ عبید اللہ خاں اعظمی کی حمایت میں اس سے حکمِ کفر اُٹھانے چلے کہ وہ فتاویٰ رضویہ سے پتہ دیں کہ حکمِ توبہ کی وجہ کیا ہے؟ پھر اس سے قطعِ نظر یہ ثابت کریں کہ یہ فتویٰ واقعۃ الفتویٰ پر اس وجہ سے منطبق ہے، پھر یہاں شاعر پر حکمِ توبہ فرمایا اور جناب نے معرضِ استناد میں اس کو ذکر کیا اور عبید اللہ پر کسی وجہ سے حکمِ توبہ بھی نہیں، کیا یہی فتاویٰ رضویہ کی پیروی ہے یا یہ فتاویٰ رضویہ کا نام تو لینا ہے حقیقتاً اس سے انحراف ہے۔ اسی تحریر میں فتاویٰ رضویہ سے انحراف کے کئی نمونے پیش ہوئے، پھر بھی مفتی صاحب اپنی برأت کے لئے فرماتے ہیں ''اللہ کے بندے خدا سے ڈرو'' ان کا یہی جملہ کیا ہم نہیں دوہرا سکتے کہ ''اللہ کے بندے خدا سے ڈرو''

اپنی طوالانی تقریر میں مفتی صاحب نے فتاویٰ رضویہ سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ تعظیم مشرک کے جلوس میں شرکت حرام ہے، کیا اس سے اس پہلے فتوے کا جواب ہوجائے گا جو ابتدائے گفتگو میں مفتی صاحب نے ذکر کیا؟ کیا حرام کفر کے مقابل ہے؟ کیا کفر حرام کا مصداق نہیں؟ اور جب حرام کفر پر صادق آتا ہے اور کفر اس کا اعلیٰ فرد ہے تو اس فتوے کو اس کے مقابل ذکر کرنا کیسا مغالطہ ہے ؟ اور جب حرام کفر کے مقابل نہیں بلکہ کفر کو بھی شامل ہے اور کفر پر بھی اس کا اطلاق آتا ہے تو تعظیم مشرک کے جلوس میں شرکت حرام ہے کہنا اور کفر ہے کہنا ایک ہی بات ہوئی یا نہیں؟ اسی طوالانی تقریر میں تعظیم کی تفصیل میں جناب مان چکے کہ کافر کی تعظیم اس کے کفر کی وجہ سے کفر ہے (اور تعظیم مشرک کے جلوس میں شرکت ضرور تعظیم مشرک ـــــ من حیث انہ مشرک ہے) تو دفعِ تعارض کے لئے ضروری ہے کہ یہ کہا جائے کہ تعظیم مشرک کے جلوس میں شرکت حرام کفر انجام ہے ورنہ تعارض کیسے دفع ہوگا اس کی فکر کیجئے۔

تعظیم و توہین میں بے محل تفصیل سے عبید اللہ کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا جب تک دلیل سے یہ ثابت نہ ہوجائے کہ عبید اللہ خاں مشرکین کے مذہبی پیشواؤں کی تعظیم اور ان کے مذہبی جذبات کے اعزاز سے مبرا ہے اور دوسری طرف علمائے کرام و مفتیانِ عظام کی محض بے وجہ توہین سے پاک وصاف ہے۔

ــــ فتوے میں جو فرمایا ''مگر حکمِ کفر غلو و غلط ہے'' یہ متکلمین کے طور پر ہے یا فقہاء و متکلمین دونوں کے طور پر حکمِ کفر غلط ہے؟ بر تقدیر ثانی حکمِ کفر دینے والے کی تکفیر کیوں نہ فرمائی اور اسے تجدید ایمان کا حکم کیوں نہ دیا حالانکہ اس صورت میں مکفر اجماعاً کافر ہے۔ بر تقدیر اول یعنی جبکہ یہ حکم تغلیط متکلمین کے طور پر ہو، کیا یہ اس کا قرینہ نہیں کہ مکفر کا متکلمین سے اختلاف فی الجملہ معتد بہ ہے اور وہ فقہاء کی روش پر گامزن ہے اور یہ کہ فقہاء کے طور پر شاعر کی نظم ضرور معنیٔ کفری میں متبین ہے جس پر خود فتوے کا صدر کلام شاہد اور قرینہ ہے کہ اعلیٰ حضرت نے صدرِ کلام میں یہ توجیہات اس لئے کی ہیں کہ یہ بتائیں کہ شاعر کا قول وجہ صحیح پر محمول ہوسکتا ہے تاہم چونکہ کلام کفرِ فقہی پر مشتمل تھا اور فقہاء کا قول فی الجملہ معتبر اور ان کا خلاف واجب اللحاظ ہے اس لئے فرمایا کہ ''اس پر توبہ لازم ہے'' جیسا کہ ہر مختلف فیہ میں یہی حکم ہے۔ درمختار کا یہ جزئیہ مفتی صاحب بارہا لکھتے پڑھتے ہوں گے۔

''مایکون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح واولادہ اولاد زنا ومافیہ خلاف یؤمر بالاستغفار والتوبۃ وتجدید النکاح'' (۳۹۱/۶)

واضح رہے کہ درمختار میں لفظ ''والتوبۃ'' ہر چند کہ مجمل ہے مگر اس سے مراد تجدید اسلام ہے جس پر قرینہ لفظ ''وتجدید النکاح'' فرمانا ہے۔ ردالمحتار میں ہے: قولہ: والتوبۃ أی تجدید الإسلام۔ (۳۹۱/۶)

یہاں سے ظاہر ہوا کہ فتوے میں جو یہ فرمایا کہ توبہ لازم ہے یہ تجدید اسلام پر محمول ہے، یہ نہیں کہ شاعر کا قول کسی طور پر وجہ کفر نہیں رکھتا ورنہ حکمِ توبہ کی کیا وجہ؟ اس سب سے قطع نظر مفتی صاحب ہر چند کہ یہ فتویٰ عبید اللہ پر منطبق نہیں اس کی حمایت میں ایسے فتوؤں کا ذکر بے سود ہے اور جو فتویٰ عبید اللہ پر چسپاں ہے اس سے آپ کا انحراف محتاجِ بیاں نہیں، ذرا اسی فتوے کو پیشِ نظر رکھ کر یہ بتانا کہ اعلیٰ حضرت باآں ہمہ جلالتِ شان رعایتِ خلاف فرمائیں اگرچہ مخالف غلطی پر ہو اور آپ فتاویٰ رضویہ کا نام تو لیں اور عبید اللہ کی حمایت کے جوش میں اس قدر جمع کثیر جس میں جلیل القدر علماء اور آپ کے استاد محدثِ کبیر بھی ہیں ان کے خلاف کا کوئی لحاظ نہ فرمائیں بلکہ حکم کفران پر لوٹائیں اور عبید اللہ کو بچانے میں اتنی گرم جوشی کہ اس پر توبہ بھی نہیں اس کے باوجود دعویٰ ہے کہ فتاویٰ رضویہ سے انحراف نہیں۔ ۱۲

اس دوسرے فتوے میں یہ لفظ بھی تو تھے ہر زبانِ ہندی میں معبودِ برحق کے اسماء سے ہے جیسے ایشور اور بظاہر اس میں کوئی معنی محال نہیں جیسے رام میں ہیں کہ ہر چیز پر رما ہونے اور سرایت وحلول پر دلیل ہے۔

یہ جملہ کیوں ذکر نہیں کیا جس سے صاف مترشح تھا کہ رام رام کی رٹ لگانا وہ بھی اس قرینۂ اعزاز کے ساتھ کیسی بے ایمانی اس کو چھپا گئے اور ہیرا پھیری کا رنگ دکھا گئے۔

نوٹ: علم وشعور رکھنے والے افراد خصوصاً مدارس اسلامیہ کے طلبہ بالخصوص جامعہ اشرفیہ کے طلبہ سے گزارش ہے کہ اس مضمون کو اور اس میں مندرج سوالات کو غور سے پڑھیں اور محقق صاحب اور ان کے ہم نواؤں سے انٹرنیٹ کے ذریعہ یا جہاں ممکن ہو پوچھ کر جواب طلب کریں۔